نبی بخش قاضی
سندھ یونیورسٹی

فارسی نعتیہ شاعری

آخری پیغمبر آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف خود قرآن مجید میں کی گئی ہے۔ سورۂ احزاب میں آنحضرت کو "سراجاً منیراً" یعنی روشن چراغ کہا گیا ہے۔ سورۂ توبہ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت رسالتمآب مومنوں پر بہت مہربان ہیں اور ان کو "رؤف" "رحیم" کے خطاب سے یاد کیا گیا۔ سورۂ الانبیاء میں ارشاد ہوتا ہے۔ "وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین" یعنی "سب جہانوں کے لئے آنحضرت رحمت بنکر آئے۔" نہ صرف یہ بلکہ قرآن میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ رب تعالیٰ اور ملائکہ آنحضرت پر درود اور صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ اور ہمیں ارشاد ہوا کہ "صلوا علیہ وسلموا تسلیما"۔ اے ایمان والو۔ تم بھی آنحضرت پر درود اور سلام بھیجو۔ آنحضرت کے زمانے میں نہ صرف حسان بن ثابت نے رسول اللہ کی شان میں قصیدے بنائے بلکہ عرب کے مشہور شاعر زہیر کے بیٹے کعب نے عربی کا مشہور قصیدہ بنایا اور آنحضرت کے حضور میں پڑھا۔ یہ قصیدہ "بانت سعاد" کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔ اور کیونکہ آنحضرت نے اس قصیدہ کے صلہ میں کعب بن زہیر کو چادر عطا فرمائی۔ اس لئے یہ پہلا "قصیدۃ البردۃ" یعنی چادر والا قصیدہ کے عنوان سے مشہور ہے۔

دوسرا "قصیدۃ البردۃ" پیغمبر کی شان میں شرف الدین محمد ابن سعید البوصیری نے لکھا۔ جنہوں نے سنہ ۶۹۴ھ مطابق سنہ ۱۲۹۶ء میلادی وفات پائی۔

اس قصیدے کی برکت سے بوصیری کو فالج کے مرض سے نجات ملی اور خواب میں آنحضرت نے ان کو چادر عطا فرمائی۔" یہ قصیدہ امن تذکر جیران بذی سلم" کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔ جب ایرانی مسلمان ہوئے تو آنحضرت کے ساتھ ان کی محبت اور عقیدت والہانہ انداز کی ہو گئی۔ اور مشکل سے کوئی ایسا فارسی کا شاعر ہوگا جس نے آنحضرت کی نعت نہ لکھی ہو۔ اگر سب کا تذکرہ کیا جائے تو ایک کتاب بن سکتی ہے آج ہم چند فارسی کے شاعروں کا ذکر کریں گے۔ جنہوں نے آنحضرت کی نعت لکھی ہے۔

"شاہنامہ" فارسی ادب کا شاہکار مانا جاتا ہے۔ اس کے مصنف فردوسی طوسی نے شاہنامہ میں آنحضرت کی تعریف میں لکھا ہے۔

چہ خواہی کہ یابی ز ہر بد رہا
سر اندر نیاری بدام بلا
بوی در دو گیتی ز بد رستگار
نکو نام باشی بر کردگار
بگفتار پیغمبرت راہ جوی
دل از تیرگیہا بدین آب شوی
ترا دین و دانش رہاند درست
رہ رستگاری باید بجست

(یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ ہر برائی سے آزادی حاصل کرو اور کسی تکلیف یا مصیبت میں مبتلا نہ ہو اور اگر تم چاہتے ہو کہ دو جہانوں میں بدی سے چھٹکارا پاؤ۔ اور رب تعالیٰ کے سامنے سرفراز ہو تو آنحضرت کے فرمودے کے مطابق چلو اور اپنا دل اس پانی کے ذریعہ گندگیوں سے پاک اور صاف کرو۔ دین اور علم کی تمہیں ٹھیک طرح کی آزادی دے سکیں گے۔ تمہیں چاہیئے کہ آزادی کی راہ تلاش کرو)

ان ابیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری یعنی دسویں صدی عیسوی میں خود شعرا آنحضرت کے نقش پا پر چلنے کے خواہاں تھے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتے تھے

صوفی شعراء میں سنائی غزنویؒ ایک بلند پایہ کے شاعر مانے جاتے ہیں۔ اپنی مشہور مثنوی حدیقۃ الحقیقۃ وشریعۃ الطریقۃ" میں آنحضرت کے شان میں فرماتے ہیں۔

احمد مرسل آں چراغ جہاں
رحمت عالم آشکار و نہاں
آمد اندر جہاں جان ہرکس
جان جانہا محمدؐ آمد و بس
آدمی زندہ اند از جانش
انبیا گشتہ اند مہمانش

(یعنی آنحضرت سارے جہاں کے لئے ایک چراغ کی طرح روشنی دینے والے ہیں۔ اور ظاہر و باطن میں سارے عالم کے رحمت ہیں۔ دنیا میں ہر آدمی کی جان یا روح ہوتی ہے سارے جہاں کے روحوں کی جان یا روح جان جانہا۔ آنحضرت کی ذات مبارک ہے اور بس۔ انسان آنحضرت کی جان سے زندہ ہے۔ یہ وہ ہستی ہے جس کے سب پیغمبر مہمان ہوئے تھے یعنی شب معراج میں۔

سنائی نے اس مثنوی میں ۳۷ صفحے آں حضرتؐ کی تعریف اور فضیلت میں لکھے ہیں۔ ساتویں صدی ہجری یعنی تیرھویں صدی عیسوی میں مولانا جلال الدین رومیؒ چوٹی کے صوفی بزرگ اور عالم گزرے ہیں۔ وہ اپنی جہان مشہور مثنوی معنوی میں آں حضرت کی نعت میں کہتے ہیں۔ ۔

چند بت بشکست احمدؐ در جہاں
تا کہ یارب گوی گشتند امتاں
گر نبودی کوشش احمد تو ہم
می پرستندی چو اجدادت صنم
آں سرت وارست از سجدہ بتاں
تا بدانی حق او بر امتاں

گر توانی شکر زیں رستن بگو
کز بتِ باطن ہمت بر ہاند او

یعنی آں حضرتؐ نے دنیا میں کیسے بت توڑ دئے تا کہ دنیا کی قومیں "یارب" کہہ سکیں۔ یعنی رب تعالیٰ کی پرستش کریں۔ اگر آں حضرتؐ کی کوشش اور ہمت نہ ہوتی تو بھی اپنے آباءو اجداد کی طرح بتوں کی پرستش کرنا۔ تمہارے سر نے بتوں کے سجدے سے بخات پائی تاکہ تم جانو کہ دنیا کی قوموں پر آں حضرتؐ کا کتنا حق اور احسان ہے اگر تم بتوں کی پرستش سے بخات پانے کا شکر ادا کروگے تو وہ تمہیں باطن کے بتوں سے بھی چھٹکارا دلوائیں گے۔
دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

با محمد بود عشق پاک جفت
بہر عشق او را خدا لولاک گفت

منتہی عشق چوں او بود فرد
پس مرا ورا ز انبیا تخصیص کرد

یعنی رب تعالیٰ کا عشق آں حضرت کے عشق کے ساتھ اکٹھا ہے۔ اس لئے رب تعالیٰ نے ان کو کہا کہ اگر تم نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ یعنی کلیات کی پیدائش تمہاری وجہ سے ہے۔ چونکہ عشق کی منزل مقصود وہ ہستی یعنی آں حضرتؐ تھے اس لئے خدا نے سب پیغمبروں میں سے آں حضرت کو چن کر برتری اور سرداری عطا فرمائی۔

ان سب اشعار سے عیاں ہے کہ ہمارے بزرگ اور شعرا آں حضرت کی تعریف کرتے تھے تو یہ تھا کہ وہ تعریف بی معنیٰ اور بی وجہ تعریف نہیں تھی۔ وہ تعریف کا سبب اور اصل بتاتے تھے کہ آں حضرتؐ کیوں تعریف کے لائق ہیں۔

اسی زمانہ میں شیراز میں شیخ سعدی گلستاں اور بوستاں جو فارسی نثر اور نظم کی معرکتہ الآراء کتابیں ہیں لکھ رہے تھے۔ انکے گلستاں کے دیباچے کے عربی اشعار زبان زد خاص و عام ہیں

بلغ العلیٰ بکمالہ   کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیعُ خصالہ   صلّوا علیہ وآلہ

"یعنی آں حضرت اپنے کمال سے بہت ہی بلند مرتبے کو پہنچے اور اپنے حسن وجمال سے تاریکی کو کھولا یعنی دور کیا۔ ان کی سب خصلتیں بہترین اور خوب صورت تھیں۔ ان پر اور ان کی آل پر درود بھیجو۔"

وہ اپنی مثنوی بوستاں میں فرماتے ہیں۔ ؎

یتیمی کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ چند ملّت بشست
ز بیم یا نکسی در گرد
کہ دارد چنین سیّدِ پیشرو
چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
علیک السلام اے نبی الوریٰ

"یعنی وہ یتیم جس نے کبھی پڑھنا نہیں سیکھا اس نے بہت سی قوموں کے کتب خانوں کو ایک الہامی کتاب یعنی قرآن کے ذریعہ شہ دے دی۔ جس آدمی کا ایسا رہبر ہو وہ کبھی گناہوں کے بندیا قید میں نہیں رہے گا۔ سعدی میں کیا طاقت ہے کہ آپ کی پسندیدہ نعت کہہ سکے۔ بس یہی ہے کہ اے خلائق کے پیغمبر تم پر درود و سلام ہو۔"

امیر خسرو نے مطلع الانوار میں ان الفاظ میں آں حضرت کی نعت لکھی ہے۔

آں ازلی مکتب و اُمّی لقب
عقل کل آموختہ لوح ادب
رستخنش کاصل مسلمانیت
حاشیہ نامۂ ربانیت
عین عنایت ز عطائی کریم
دال ہدایت بہ رہِ مستقیم
بار جہاں بر دل آں نازنیں
سینہ چناں نازک و بارش چنیں

بادہمیشہ رہِ ما سوی او

سرمۂ خاکِ سر کوی او

"یعنی اس "امی" لقب والے نے ازلی مکتب سے عقل کل کے ادب کی پٹی پڑھی تھی۔ ان کا ہر سخن اسلام کی جڑ تھی اور جیسے رب تعالیٰ کی کتاب کا حاشیہ یا ترجمان تھا۔ وہ عین عنایت اور عطائے کریم اور سیدھے راستے پر ہدایت کا راستہ دکھانے والے تھے۔ ان کو سارے جہاں کا فکر تھا۔ ایسے نازک سینے پر کتنا بھاری بار تھا۔ یہ دعا ہے کہ ہمارا راستہ ہمیشہ آں حضرت کی طرف ہو یعنی وہی ہمارا منزل مقصود ہو اور اس کی گلی کی خاک ہماری آنکھوں کا سرمہ ہو۔"

یہاں فقیر قادر بخش بیدؔل نے ان الفاظ میں آں حضرت کی نعت کی ہے:-

شرف علم آدم الاسماء بیافتہ بوالبشر

تو ز اسرار مسمیٰ بہرہ وافر یافتی

قرب ملکوت آسمان بود از کمالات خلیل

قدر فتدلیٰ تو از داد ار داور یافتی

رب شرح لی کلیم اللہ صدائے می زند

از الم نشرح تو صد گنجینہ گوہر یافتی

بیدؔل از تو در رہ توحید می خواہد مدد

المدد ای آنکہ از ہمہ پایہ برتر یافتی

یعنی حضرت آدم کو علم الاسماء کا شرف حاصل ہوا لیکن آپ اسرار الٰہی سے بہرہ ور ہوئے۔ اگر ابراہیم خلیل اللہ کو قرب ملکوت آسمان حاصل ہوا تو آپ کو شب معراج میں "فتدلیٰ" یعنی ذات کبریا کا قرب حاصل ہوا۔ اگر حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے رب اشرح لی صدری یعنی میرے رب سینے کو کھولو کی دعا مانگی تو آپ کو الم نشرح لک صدرک "کا شرف حاصل ہوا۔ جو قرآن میں ارشاد ہوتا ہے کہ اے پیغمبر کیا ہم نے تمہارا سینہ نہیں کھولا۔" بیدؔل آپ سے توحید

کے راستہ پر مدد مانگتا ہے۔ اے پیغمبر آپ نے سب سے بلند مرتبہ پایا ہے میری مدد کیجئے۔

فارسی نعتیہ شاعری کا قصہ بہت طویل دل چسپ اور پر محبت ہے۔ لیکن وقت کی کمی سے یہاں صرف چند مثالیں پیش کی گئیں۔

(ریڈیو پاکستان حیدرآباد)

ابوسعید سحابی استرآبادی

نعت

السلام ای نہ فلک سرگشتہ در کار شما
عقل کل دیباچۂ دیوان اسرار شما

السلام ای ہرچہ گویند و کنند اہل کمال
شرح گفتار شما و وصف کردار شما

السلام ای علم و فضل انبیاء و اولیاء
پرتوی از آفتاب ماہ انوار شما

السلام ای رہروان راہ اسرار تمام
شوق دیوار شما، معراج رفتار شما

السلام ای بندۂ سرگشتہ را یعنی سحاب
کردہ آزاد از دو عالم شوق دیدار شما

(ہلال۔ کراچی)
زانویہ ۱۹۷۲ء میلادی